خلفائے راشدین کی اطاعت و ادب کی قابل تقلید مثالیں

یہ چار یار پہلے اپنے آقا و مطاع کی حقیقی اطاعت اور پھر ایک کے بعد دوسرے خلیفہ کے معین و مددگار بن کر ہمیشہ سچی اطاعت میں مگن رہے

از قلم لئیق احمد مشتاق سُرینام (جنوبی امریکہ)

مالک ارض و سما نے اس کائنات میں آدم علیہ السلام سے جس انسانی مخلوق کی بنیاد رکھی اُس میں جس انسان کو ازلی ابدی طور پر سیدِ وُلد آدم کا دائمی مقام و مرتبہ نصیب ہوا ،وہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

اوّل تا آخر کُل مخلوق میں وہ ایک ہی ہے جو اپنے خالق کا عبد کامل بھی تھا۔امام المتقین، امام الشافعین اور خاتم النبیین بھی۔ دین اسلام کی روشنی اُسی سراج منیر کے دم سے ہے۔ اور اُس انسان کامل کی قوتِ قدسی نے ابو بکر و عمر اور عثمان و علی جیسے روشن ستاروں سے اِس دین کی مانگ میں چراغ بھرے۔

وہ نبی اکرم جو کُل جہاں کا معّلم، مربّی اور مزکّی تھا اس نے اپنی عدیم النظیر تعلیم و تربیت سے اپنے دست پروردگان کی صلاحیّتوں کو ایسی جِلا بخشی، جس سے وہ شرفِ انسانیت کے پیکر بن گئے۔

احکم الحاکمین سے رَّضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ کا اوراصدق الصادقین سے اس فانی دنیا میں عَطَآءً غَيۡرَ مَجۡذُوۡذٍ والی جنّت کی خوشخبری پانے والے وجود، محبوب رسول یار غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،شاہکار رسالت حضرت عمر

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صاحب الحلم الحیاذو النورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابو تراب حضرت علی اسد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ان مقدس و مطہر وجودوں نے اتباع رسول میں اتنا کمال حاصل کیا اور اپنی رضا کو رضائے یار کے اس طرح تابع کیا کہ تاریخ عالم میں اس کی نظیر ملنا ناممکنات میں سے ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنے والے اور درِّیار پر سب کچھ نثار کرنے والے ان جانثاروں کو رُب العرش نے اس طرح نوازا کہ ایک کے بعد دوسرا اَپنے آقا و مولا کا روحانی جانشین بنا اور خلافت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے عُلو اور عالی مرتبے پر فائز ہو کر تا ابد امر ہو گیا۔ اس مختصر مضمون میں ان چاروں عالی مرتبت اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و ادب کی چند مثالیں پیش کرنا مقصود ہیں تا کہ آخرین کی یہ جماعت جو چودہ سو سال بعد پھر خلافت کی نعمت سے سر فراز ہے یہ پاک اُسوہ ہمارے لئے ازدادِ ایمان کا باعث بنے اور ہم اپنی عملی زندگی میں ان راہوں پر کاربند ہو سکیں۔

پہلے ایک نظر اس لفظ پر کہ "اطاعت" ہے کیا؟

امام راغب اصفہانی اپنی مشہور زمانہ کتاب "المفردات" میں بیان کرتے ہیں: "اَلطَّوْعُ کے معنی بطیب خاطر تابعدار ہو جانا کے ہیں۔ عام طور پر طَاعَةٌ کا لفظ کسی حکم کے بجالانے پر آجاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ (4-81) اور یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم دل سے آپ کے فرمانبردار ہیں۔ طَاعَ لَهٗ، يَطُوْعُ وَاَطَاعَهٗ يُطِيْعُهٗ: کسی کی فرمانبرداری کرنا۔ قرآن میں ہے: وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (4-59) اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ وَمَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (4-81) جو اِس رسول کی پیروی کرے تو اُس نے اللہ کی پیروی کی۔

(مفردات القرآن۔ از امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ، زیر لفظ: ط و ع)

اردو کی سب سے ضخیم لغت "اردو لغت تاریخی اصول پر" میں اس لفظ کا مطلب یوں بیان ہوا ہے: "اطاعَت"۔

تعمیل حکم، فرمان برداری، کسی کی سربراہی کا اقرار، محکومی، خدائے تعالیٰ کی عبادات، پرستش، خدا کی بندگی۔

تابع دار، فرمانبرداری۔ گرویدگی۔

معروف آن لائن لغت "المعانی" میں لکھا ہے: "طاعت: نیاز مندی، فرمانبرداری، تابع ہونا۔

طَاعَت: كلمة أصلها الفعل (طَاعَ) في صيغة الماضي المعلوم منسوب لضمير المفرد المؤنث (هي) وجذره

(طوع) وجذعه (طاع) وتحليلها (طاع + ت)

طَاوَعَهُ فيه وعلَيه مُطاوِعَةً وطَوَاعِيَةً (فعل) کسی بات میں کسی کا ہم نوا ہونا، ساتھ دینا، کسی شے کا دوسری کے موافق ہونا، اثر قبول کرنا، (غیر ذوی العقول کے لئے بمنزلہ اطاعت)

طَاعَ فُلانٌ طَوْعاً (فعل) تابعدار ہونا، فرماں بردار ہونا، اشارہ پر چلنا۔

https://www.almaany.com/ur/dict/ar-ur/%D8%B7%D8%A7%D8%B9%D8%AA

☆حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ☆

حسب ونسب میں قریش کے بہترین شخص، صفات حمیدہ اور اخلاق فاضلہ کے پیکر، نرم خُو، دانش وتدبر کا مرقع، مسلّمہ طور پر مقدم اور سابق بالا یمان "عبد اللہ" نامی شخص جب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی اطاعت میں آئے تو "صدیق اکبر" کہلائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قابل رشک زندگی کے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

☆قبول اسلام

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت وفرمانبرداری کا حقیقی اور عملی ثبوت آپ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا ہے۔ آقا دو جہاں ﷺ کے یہ الفاظ تا ابد آپ کی اس عظمت کے گواہ رہیں گے: "میں نے جس کسی کو اسلام کی طرف بلایا، اس نے کچھ نہ کچھ تردد اور ہچکچاہٹ کا اظہار کیا، سوائے ابو بکر بن ابی قحافہ کے۔ جب میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے بغیر کسی تامل کے فوراً میری آواز پر لبیک کہا اور اسلام قبول کر لیا"۔

(الصدیق ابو بکر از محمد حسین ھیکل، اردو ترجمہ شیخ احمد پانی پتی۔ صفحہ 44۔ ناشر اسلامی کتب خانہ لاہور)

☆دعا سکھانے کی درخواست

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب ﷺ سے ایک بار خود یہ عرض کی کہ مجھے کوئی خاص دعا سکھائیں جسے مانگنے پر میں دوام اختیار کروں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو یوں درج کیا ہے۔

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي، قَالَ: "قُلْ، اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ."

(صحيح البخاري، أَبْوَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ، بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ۔ حدیث نمبر: 834)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئیے جسے میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو "اللهم إني ظلمت نفسي ظلما كثيرا ولا يغفر الذنوب إلا أنت، فاغفر لي مغفرة من عندك، وارحمني إنك أنت الغفور الرحيم" اے اللہ! میں نے اپنی جان پر (گناہ کرکے) بہت زیادہ ظلم کیا پس گناہوں کو تیرے سوا کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں۔ مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم کر کہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا بیشک وشبہ تو ہی ہے۔

☆مالی قربانی

غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مالی قربانی رہتی دنیا تک ہر مسلمان کے لئے ایک سنہری قابل تقلید مثال کے طور پر زندہ و تابندہ رہے گی۔ نیز یہ واقعہ پاک سیرت اور پاک صورت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پاکیزہ باہمی مسابقت فی الخیرات کی انتہائی روشن مثال ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَنْ نَتَصَدَّقَ، فَوَافَقَ ذَلِكَ مَالًا عِنْدِي، فَقُلْتُ: الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟" قُلْتُ: مِثْلَهُ، قَالَ: وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟" قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، قُلْتُ: لَا أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا (سنن ابي داود، كِتَاب الزَّكَاةِ، باب فِي الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ۔ حدیث نمبر 1678)

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ایک دن ہمیں رسول ﷺ نے حکم دیا کہ ہم صدقہ کریں اتفاق سے اس وقت میرے پاس دولت تھی۔ میں نے کہا: اگر میں کسی دن ابو بکر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جا سکوں گا تو آج کا دن ہو گا چنانچہ میں اپنا آدھا مال لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: "اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کیا چھوڑا ہے؟" میں نے کہا: اسی قدر یعنی آدھا مال، اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے کر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: "اپنے گھر والوں کے لیے تم نے کیا چھوڑا ہے؟" انہوں نے کہا میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں تب میں نے دل میں کہا: میں آپ سے کبھی بھی کسی معاملے میں نہیں بڑھ سکوں گا۔

☆ادب رسول

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول خدا ﷺ سے کس قدر محبت وعقیدت تھی اور آپ کے مقام ومرتبے کا کس قدر احساس تھا اس کا روح پرور نظارہ درج ذیل روایات میں ملتا ہے۔ حدیبیہ کے مقام پر قبیلہ ثقیف کا ایک بااثر رئیس عروہ بن مسعود سفارت کاری کے لئے دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ دوران گفتگو اس نے انتہائی جسارت کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ ”اے محمد ﷺ اگر جنگ ہوئی اور قریش کو غلبہ ہو گیا تو خدا کی قسم مجھے آپ کے اردگرد ایسے منہ نظر آرہے کہ انہیں بھاگتے ہوئے دیر نہیں لگے گی اور یہ سب لوگ آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے“۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پاس ہی بیٹھے تھے یہ الفاظ سن کر غصے سے بھر گئے اور فرمانے لگے: ”جاؤ جاؤ اور لات کی شرمگاہ کو چومتے پھرو۔ کیا ہم خدا کے رسول ﷺ کو چھوڑ جائیں گے“۔ عروہ نے طیش میں آکر پوچھا یہ کون شخص ہے جو اس طرح میری بات کاٹتا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ابو بکر ہیں۔ ابو بکر کا نام سن کر عروہ کی آنکھیں شرم سے نیچی ہو گئیں۔

(سیرت خاتم النّبیّین ﷺ، از حضرت مرزا بشیر احمد۔ صفحہ 756،757۔ ایڈیشن 2004ء۔ نظارت نشرو اشاعت قادیان)

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: "لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ بِلَالٌ يُوذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، فَقَالَ: مُرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً، فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ يَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَاعِدًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مُقْتَدُونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ."

(صحيح البخاري، كِتَاب الْأَذَانِ، بَابُ الرَّجُلُ يَأْتَمُّ بِالْإِمَامِ وَيَأْتَمُّ النَّاسُ بِالْمَأْمُومِ۔ حدیث نمبر: 713)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے تھے تو بلالؓ آپ ﷺ کو نماز کی خبر دینے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! ابو بکر ایک نرم دل آدمی ہیں اور جب

بھی وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے لوگوں کو (شدت گریہ کی وجہ سے) آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لیے اگر عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے تو بہتر تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لیے کہو۔ پھر میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم کہو کہ ابو بکر نرم دل آدمی ہیں اور اگر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لیے اگر عمر سے کہیں تو بہتر ہو گا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ صواحب یوسف سے کم نہیں ہو۔ ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض میں کچھ ہلکا پن محسوس فرمایا اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے، اس طرح چل کر آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ جب ابو بکر نے آپ ﷺ کی آہٹ پائی تو پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ سے روکا، پھر نبی کریم ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے تو ابو بکر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء۔

عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ، لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ أَنَسٌ: وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ، ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ"۔

(صحیح البخاري، كِتَاب الْمَغَازِي، بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ۔ حدیث نمبر: 4448)

حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ پیر کے دن مسلمان فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک نبی کریم ﷺ نظر آئے۔ آپ عائشہ ؓ کے حجرہ کا پردہ اٹھا کر صحابہ کو دیکھ رہے تھے۔ صحابہ نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ دیکھ کر ہنس پڑے۔ ابو بکر ؓ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں آجائیں۔ آپ نے سمجھا کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لیے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ انس ؓ نے بیان کیا قریب تھا کہ مسلمان اس خوشی کی وجہ سے جو نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر انہیں ہوئی اپنی نماز ہی توڑ دیتے لیکن آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ نماز پوری کر لو، پھر آپ حجرہ کے اندر تشریف لے گئے اور پردہ ڈال لیا۔

☆ کبھی سوال نہ کرنا

مسند احمد بن حنبل کی درج ذیل روایت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کامل اطاعت کی واضح جھلک موجود ہے: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُؤَمَّلِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَانَ رُبَّمَا سَقَطَ الْخِطَامُ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: فَيَضْرِبُ بِذِرَاعِ نَاقَتِهِ فَيُنِيخُهَا فَيَأْخُذُهُ، قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: أَفَلا أَمَرْتَنَا نُنَاوِلُكَهُ؟ فَقَالَ: إِنَّ حِبِّي رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا۔

(مُسند امام احمد بن حنبل، مُسند ابی بکر الصّدیق۔ حدیث نمبر 65)

حضرت ابن ابی ملکیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعض اوقات اونٹنی پر سوار ہوتے اور اگر اونٹنی کی لگام ہاتھ سے چھوٹ کر گر جاتی، تو آپ اپنی اونٹنی کی اگلی ٹانگ پر ہاتھ مارتے۔ وہ بیٹھ جاتی تو آپ خود نیچے اتر کر اپنے ہاتھ سے لگام اٹھالیتے۔ ہم عرض کرتے کہ آپ ہمیں کیوں نہیں حکم دیتے کہ ہم آپ کو پکڑا دیں۔ فرماتے: ”میرے محبوب ﷺ نے مجھے اس بات کا حکم دیا تھا کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا“۔

☆ صدیق اکبرؓ کا آہنی عزم

رسول خدا ﷺ رفیق اعلیٰ کے حضور حاضر ہونے سے پہلے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر کی روانگی کا حکم صادر فرما چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد تمام عرب میں خواہ کوئی عام آدمی تھا یا خاص تقریباً ہر قبیلے میں فتنۂ ارتداد پھیل چکا تھا اور ان میں نفاق ظاہر ہو گیا تھا۔ اس وقت یہود و نصاریٰ نے اپنی آنکھیں پھیلائیں اور بڑے خوش تھے کہ اب دیکھیں کیا ہوتا ہے اور بدلے لینے کی تیاریاں بھی کر رہے تھے اور نبی کریم ﷺ کی وفات اور مسلمانوں کی کمی تعداد کے باعث ان مسلمانوں کی حالت ایک طوفانی رات میں بکرے کی مانند تھی۔ ان مشکل حالات میں بڑے بڑے صحابہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ حالات کی نزاکت کے پیش نظر فی الحال لشکر اسامہ کی روانگی متاخر کر دیں۔ آہنی عزم کے مالک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابو قحافہ کا پہلا حکم محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری حکم کے خلاف ہو۔ اور فرمایا کہ اگر درندے مجھے گھسیٹتے پھریں تو بھی میں اس لشکر کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے مطابق بھجوا کر رہوں گا اور میں رسول اللہ ﷺ کا جاری فرمودہ فیصلہ نافذ کر کے رہوں گا۔ اگر بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی نہ رہے تو بھی میں اس فیصلے کو نافذ کروں گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو پہلے اسامہ کے لشکر میں شامل تھا اور اسے رسول اللہ ﷺ نے اس میں شامل ہونے کا

ارشاد فرمایا تھا وہ ہر گز پیچھے نہ رہے اور نہ ہی میں اسے پیچھے رہنے کی اجازت دوں گا۔ اسے خواہ پیدل بھی جانا پڑے وہ ضرور ساتھ جائے گا۔ بہر حال لشکر ایک بار پھر تیار ہو گیا۔ بعض صحابہ نے حالات کی نزاکت کے باعث پھر مشورہ دیا کہ فی الحال اس لشکر کو روک لیا جائے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپؓ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر ان سے کہیں کہ وہ لشکر کی روانگی کا حکم منسوخ کر دیں تا کہ ہم مرتدین کے خلاف نبرد آزما ہوں اور خلیفۂ رسول اور حرم رسول اور مسلمانوں کو مشرکین کے حملے سے محفوظ رکھیں۔
اس کے علاوہ بعض انصار صحابہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر اگر لشکر کو روانہ کرنے پر ہی مصر ہیں اگر یہی اصرار ہے تو ان سے یہ درخواست کریں کہ وہ کسی ایسے شخص کو لشکر کا سردار مقرر کر دیں جو عمر میں اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی یہ رائے لے کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی بھرپور عزم کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اگر جنگل کے درندے مدینہ میں داخل ہو کر مجھے اٹھا لے جائیں تو بھی وہ کام کرنے سے باز نہیں آؤں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض انصار کا پیغام دیا تو وہ سنتے ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلال سے فرمایا کہ اسامہ کو رسول اللہ ﷺ نے امیر مقرر فرمایا ہے اور تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اسے اس عہدے ہٹا دوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حتمی فیصلہ سننے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیر متزلزل عزم کو دیکھنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر والوں کے پاس پہنچے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے غصہ سے کہا کہ میرے پاس سے فوراً چلے جاؤ۔ محض تم لوگوں کی وجہ سے مجھے آج خلیفۂ رسول ﷺ سے ڈانٹ کھانی پڑی ہے۔

(ماخوذ از الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 145 تا 147 سریہ اسامہ بن زید مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

☆ نظام کی اطاعت

منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نظام کی اطاعت اور اس کے نفاذ کی فقید المثال روایت قائم فرمائی: ”حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی روانگی کے وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنت رسول ﷺ کے مطابق حضرت اسامہ کو بعض ہدایات فرمائیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

درخواست کی کہ آپ سوار ہوں وگرنہ مَیں بھی سواری سے اتر جاؤں گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نہ اترو اور اللہ کی قسم! مَیں سوار نہیں ہوں گا۔ فرمایا: ''مجھے کیا ہوا ہے کہ مَیں اپنے پاؤں کو کچھ دیر اللہ کے راستے میں غبار آلود نہ کروں کیونکہ غازی کے ہر قدم کے عوض جو وہ اٹھاتا ہے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ سات سو درجات بلند ہوتے ہیں اور اس کی سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں''۔ ہدایت دینے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس رہنے دو۔ یعنی حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس روکنے کی اجازت چاہی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس لشکر میں شامل فرمایا تھا۔ تو حضرت اسامہ نے آپ کو اس کی اجازت دے دی''۔ (تاریخ الطبری جلد 2 صفحہ 246، ذکر أول أمر أبي بکر في خلافتہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1987ء)

☆ کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدادانی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد عربی ﷺ کے روحانی جانشین اور خلیفہ ہوئے اور یہ منصب آپ کو اس قدر عزیز تھا کہ ایک بار کسی نے آپ کو ''یا خلیفۃ اللہ'' کہہ کر پکارا، تو آپ نے فرمایا: ''میں خلیفۃ اللہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں اور اسی درجے پر راضی ہوں''۔

حَدَّثَنَا نَافِعٌ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: قِيلَ لِأَبِي بَكْرٍ: يَا خَلِيفَةَ اللهِ. فَقَالَ: أَنَا خَلِيفَةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا رَاضٍ بِهِ۔ (مُسند امام احمد بن حنبل، مُسند ابی بکر الصّدیق۔ حدیث نمبر 59)

☆ جمع قرآن کا مشورہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جنگِ یمامہ میں ستّر حفاظِ قرآن شہید ہوئے تو اس تکلیف دہ موقعہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ مخلصانہ مشورہ دیا کہ قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے عمر مَیں ایسی بات کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کی؟ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! آپؓ کا یہ کام اچھا ہے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار یہی الفاظ دہراتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے اس کے لیے آپؓ کا سینہ کھول دیا اور آپ نے بھی وہی مناسب سمجھا جو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسب سمجھا۔ پھر آپؓ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ قرآن جہاں جہاں

ہو تلاش کرو اور اس کو لے کر ایک جگہ جمع کر دو۔ پھر روایت ہے کہ وہ ورق جس پہ قرآن مجید جمع کیا گیا تھا وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور خلافت میں ان سے لے لئے۔

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِمَّنْ يَكْتُبُ الْوَحْيَ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ، وَعِنْدَهُ عُمَرُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي، فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ، وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِي الْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ، إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ وَإِنِّي لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِيهِ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ لِذَلِكَ صَدْرِي، وَرَأَيْتُ الَّذِي رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: وَعُمَرُ عِنْدَهُ جَالِسٌ لَا يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، وَلَا نَتَّهِمُكَ، كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ، فَاجْمَعْهُ، فَوَاللَّهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قُلْتُ: كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللَّهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ، فَقُمْتُ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنَ الرِّقَاعِ، وَالْأَكْتَافِ، وَالْعُسُبِ، وَصُدُورِ الرِّجَالِ، حَتَّى وَجَدْتُ مِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ آيَتَيْنِ مَعَ خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهُمَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ، لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ سورة التوبة آية ١٢٨ إِلَى آخِرِهِمَا، وَكَانَتِ الصُّحُفُ الَّتِي جُمِعَ فِيهَا الْقُرْآنُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ.

(صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قولہ لقد جاء کم رسول من انفسکم حدیث 4679)

☆حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ☆

توانا جسم، اعلیٰ علمی اور فنی صلاحیتوں سے مرصع، ماہر شہسوار، ماہر شمشیر زن، جرأت اور بے باکی کی علامت دریائے محبت کے غریق، سرہنگ اہل ایمان سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آغوش رسالت میں آئے تو "فارق" کہلائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پر شوکت زندگی کے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

☆عمر کی نظر میں آقا کا مقام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح اپنے آقا کی محبت میں فنا ہوئے، اور کس طرح آپ کے آقا نے آپ کے اخلاص کی قدر دانی فرمائی اس کا نمونہ درج ذیل روایت میں موجود ہے۔

عَنْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ"، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْآنَ يَا عُمَرُ"۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی ﷺ۔ حدیث 6632)

حضرت عبد اللہ بن ہشام بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوا میری اپنی جان کے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمر نے عرض کیا: پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔

☆اسلام کا پہلا وقف

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کا ایک نادر نمونہ اس تاریخی روایت میں موجود ہے کہ کس طرح آپ اپنی پسندیدہ چیز درِّیار پہ قربان کرنے کے لئے حاضر ہوئے، اور دربار نبوی سے جو ارشاد صادر ہوا اُس کی تعمیل کر کے اسلام میں وقف جائیداد کی بنیاد رکھی۔ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، قَالَ: أَنْبَأَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، " أَنَّ عُمَرَ بْنَ

الْخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ فِيهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُ بِهِ؟ قَالَ: إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا، قَالَ: فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ، أَنَّهُ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُورَثُ، وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ، وَفِي الْقُرْبَى، وَفِي الرِّقَابِ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ، وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ، وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ"۔

(صحیح البخاری۔ کِتَاب الشُّرُوطِ۔ بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَقْفِ۔ حدیث نمبر: 2737)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر میں ایک قطعہ زمین ملی تو آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشورہ کیلئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے خیبر میں ایک زمین کا ٹکڑا ملا ہے، میرے نزدیک اس سے بہتر مجھے کوئی جائیداد نہیں ملی۔ آپ مجھے اس کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اُسے اِس طرح وقف کر دو کہ اصل محفوظ رہے اور اُس کی آمد اور پید اور بطور صدقہ غربا پر خرچ ہو۔ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس زمین کو اس شرط کے ساتھ صدقہ کر دیا کہ نہ اسے بیچا جائے گا نہ کسی کو ہبہ کی جائے، نہ ورثہ میں تقسیم کی جائے۔ اسے آپ نے محتاجوں، رشتہ داروں، غلام آزاد کرانے، اللہ کے دین کی تبلیغ اور اشاعت اور مہمانوں کیلئے صدقہ (وقف) کر دیا۔ اور جو زمین کا نگران ہو وہ اگر دستور کے مطابق اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق وصول کرلے یا کسی محتاج کو دے تو اس پر کوئی الزام نہیں مگر وہ مال جمع کرنے والا نہ ہو۔

☆ ہر حال میں کامل اطاعت

بدر کے میدان میں حق وباطل کے پہلے معرکے کے بعد جنگی قیدیوں کے حوالے سے رسول رحمت ﷺ کا اپنے اصحاب سے مشورہ لینا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے کے برعکس فیصلہ فرمانا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدق دل سے اطاعت رسول کا دم بھرنا آپ کی سعادت مندی کی نشانی ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں: ”مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے متعلق مشورہ کیا کہ ان کے متعلق کیا کرنا چاہئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ میری رائے میں تو ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ آخر یہ لوگ اپنے ہی بھائی بند ہیں اور کیا تعجب کہ کل کو انہی میں سے فدایانِ اسلام پیدا ہو جائیں مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رائے کی مخالفت کی اور کہا کہ دین کے معاملہ میں رشتہ داری کا کوئی پاس نہیں ہونا چاہئے اور یہ لوگ اپنے افعال سے قتل کے مستحق ہو چکے ہیں۔ پس میری رائے میں ان سب کو قتل کر دینا چاہئے بلکہ حکم دیا جاوے

کہ مسلمان خود اپنے ہاتھ سے اپنے اپنے رشتہ داروں کو قتل کریں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے فطری رحم سے متاثر ہو کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا اور قتل کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ جو مشرکین اپنا فدیہ وغیرہ ادا کر دیں انہیں چھوڑ دیا جاوے۔ (سیرت خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم صفحہ 367،368۔ایڈیشن 2004ء۔نظارت نشرواشاعت قادیان)

اسی طرح غزوہ احد کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال میں بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم رسول کی حقیقی اطاعت کی مثال قائم کی۔ سیرت کی کتب نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے:"جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم غزوۂ احد کے بعد مدینہ پہنچے تو منافقین اور یہود خوشیاں منانے لگے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بادشاہت کے طلبگار ہیں اور آج تک کسی نبی نے اتنا نقصان نہیں اٹھایا جتنا انہوں نے اٹھایا۔ خود بھی زخمی ہوئے اور ان کے اصحاب بھی زخمی ہوئے۔ اور یہ کہتے تھے کہ اگر تمہارے وہ لوگ جو قتل ہوئے ہمارے ساتھ رہتے تو کبھی قتل نہ ہوتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ان منافقین کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:"کیا وہ اس شہادت کا اظہار نہیں کرتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں اللہ کا رسول ہوں"۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، کیوں نہیں۔ یہ تو کہتے ہیں، مگر تلوار کے خوف سے اور ساتھ منافقانہ باتیں بھی کر رہے ہیں۔ اب جب ان کے دل کی باتیں نکل گئی ہیں اور اللہ نے ان کے کینوں کو ظاہر کر دیا ہے تو پھر ان کو سزا دینی چاہیے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مجھے اُس کے قتل سے منع کیا گیا ہے جو اس شہادت کا اظہار کرے۔ اس ارشاد کے بعد آپ نے کامل اطاعت اور ادب کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس فیصلہ کو قبول کیا۔(السیرۃ الحلبیۃ باب ذکر مغازیہ غزوہ احد، جلد2 صفحہ 348 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2002ء)

☆سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دوررس نگاہ

تاریخ اسلام میں ایسے بے شمار خوبصورت واقعات سے مزین ہے جو النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دوبین نگاہ اپنے جانثاروں کو بر موقعہ نصائح، پھر ان کی والہانہ اطاعت اور اس کے مثبت نتائج ظاہر کرتی ہے۔

عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: "كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ، فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ، وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ، فَسَمِعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَقَالَ: قَدْ فَعَلُوهَا وَاللَّهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، قَالَ عُمَرُ:

دَعْنِي أَضْرِبُ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ".

(صحیح مسلم، کِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب نَصْرِ الْأَخِ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا۔ حدیث نمبر: 6583)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (بنو مصطلق) میں تھے کہ مہاجروں میں سے کسی آدمی نے انصار کے کسی آدمی کی پیٹھ پر مارا۔ انصاری نے کہا اے انصار! اور مہاجر نے کہا اے مہاجرو! یعنی دونوں نے مدد کے لیے اپنے اپنے لوگوں کو بلایا۔ آنحضرت ﷺ تک یہ معاملہ پہنچا اور جب آپؐ نے یہ شور سنا تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جاہلیت کی آوازیں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! مہاجروں میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کی پیٹھ پر مارا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کو چھوڑ دو۔ یہ گندی بات ہے۔ جب عبد اللہ بن اُبَی نے یہ سنا، تو اس نے کہا کہ یہاں تو انہوں نے ایسا کر لیا کہ ایک مہاجر نے انصار کی کمر پر مارا، لیکن اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ کی طرف لَوٹے تو ضرور معزز ترین شخص (نعوذ باللہ) ذلیل ترین شخص کو وہاں سے باہر نکال دے گا۔ یہ جسارت دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے اجازت دیجیے کہ مَیں اس منافق کی گردن مار دوں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جانے دو۔ لوگ یہ باتیں نہ کرنے لگیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔ پھر چشم فلک نے یہ نظارا بھی دیکھا کہ رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبَی بن سلول خود اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں بے عزت ہونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کے حالات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عمر! جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کرانے کے واسطے اجازت مانگی تھی، اگر مَیں اس دن اُسے قتل کرا دیتا تو لوگ ناک منہ چڑھاتے اور یہی لوگ جو ناک منہ چڑھانے والے تھے، اب اگر انہی لوگوں کو مَیں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں گے۔ دیکھو ہمارے صبر کی وجہ سے اور حالات کی وجہ سے وہی لوگ جو اس کے حمایتی تھے آج اس کے خلاف ہو گئے ہیں اور یہ اس کو قتل بھی کر سکتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مَیں نے جان لیا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی بات برکت کے لحاظ سے میری بات سے بہت عظیم تھی۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 672 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2001ء)

☆ دربار نبوی میں مشورہ

صلح حدیبیہ سے قبل آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ بہتر ہو گا کہ آپ مکہ میں جائیں اور مسلمانوں کی طرف سے سفارت کا فرض سر انجام دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے عنہ نے عرض کیا یا رسول

اللہؐ! آپ جانتے ہیں کہ مکہ کے لوگ میرے سخت دشمن ہورہے ہیں اور اس وقت مکّہ میں میرے قبیلہ کا کوئی باا ثر آدمی موجود نہیں جس کا اہلِ مکّہ پر دباؤ ہو۔ اس لیے میرا مشورہ ہے کہ کامیابی کا رستہ آسان کرنے کے لیے اس خدمت کے لیے عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چنا جائے جن کا قبیلہ بنو امیہ اس وقت بہت با اثر ہے اور مکہ والے عثمان کے خلاف شرارت کی جرأت نہیں کرسکتے اور اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا جائے تو کامیابی کی زیادہ امید ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس مشورہ کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ وہ مکہ جائیں اور قریش کو مسلمانوں کے پُر امن ارادوں اور عمرہ کی نیت سے آگاہ کریں اور آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو اپنی طرف سے ایک تحریر بھی لکھ کر دی جو رؤسائے قریش کے نام تھی۔

(سیرت خاتم النّبیین ﷺ، از حضرت مرزا بشیر احمد۔ صفحہ 760۔ ایڈیشن 2004ء۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

☆ خلیفہ وقت کی اطاعت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ اپنی سوچ کے مطابق بروقت مشورے دئے، مگر دربار خلافت سے مشورہ رد ہونے کے باوجود ہمیشہ کامل اطاعت کی۔ درج ذیل دو روایات آپ کی سیرت کے اس پہلو کو نمایاں کرتی ہیں۔

عَنْ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ, قَالَ: "لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ, وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ, وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ. فَقَالَ: وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ, وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ, وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَدْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ, فَعَرَفْتُ، أَنَّهُ الْحَقُّ"۔ (صحیح البخاری۔ کِتَاب الزَّکَاۃ بَابُ وُجُوبِ الزَّکَاۃِ حدیث نمبر: 1399)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل کافر ہوگئے (اور کچھ نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی موجودگی میں کیونکر جنگ کرسکتے ہیں "مجھے حکم ہے لوگوں سے اس وقت تک

جنگ کروں جب تک کہ وہ لا إله إلا الله کی شہادت نہ دیدیں اور جو شخص اس کی شہادت دیدے تو میری طرف سے اس کا مال و جان محفوظ ہو جائے گا۔ سوا اُسی کے حق کے (یعنی قصاص وغیرہ کی صورتوں کے) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گا۔ اس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کرے گا۔ یعنی نماز تو پڑھے مگر زکوٰۃ کے لیے انکار کر دے، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے زکوٰۃ میں چار مہینے کی بکری کے بچے کو دینے سے بھی انکار کیا جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا یہ بات اس کا نتیجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا تھا اور بعد میں مَیں بھی اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ "، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، قَالَ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔ (سنن ابي داود كِتَاب الزَّكَاةِ، باب وُجُوبِ الزَّكَاةِ حدیث نمبر: 1556)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی آپ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور عربوں میں سے جن کو کافر ہونا تھا کافر ہو گئے تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں سے کیوں کر لڑیں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا إله إلا الله کہیں لہٰذا جس نے لا إله إلا الله کہا اس نے مجھ سے اپنا مال اور اپنی جان محفوظ کر لی سوائے حق اسلام کے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے؟" ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرے گا، اس لیے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، قسم اللہ کی، یہ لوگ جس قدر رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے اگر اس میں سے اونٹ کے پاؤں باندھنے کی ایک رسی بھی نہیں دی تو میں ان سے جنگ کروں گا، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ میں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا

سینہ جنگ کے لیے کھول دیا ہے اور اس وقت میں نے جانا کہ یہی حق ہے۔

☆حضرت علی المرتضیٰ کی گواہی

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے اوصاف حمیدہ کی گواہی ان الفاظ میں دی۔ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: " وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ, وَايْمُ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ إِنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ, وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ, وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ, وَعُمَرُ."

(صحیح البخاري، كِتَاب فَضَائِلِ الصحابة۔ بَابُ مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ حدیث نمبر: 3685)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان کی چارپائی پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لیے اللہ سے دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا، میں نے دیکھا تو وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا رحمت کی اور ان کی نعش کو مخاطب کر کے کہا: ”آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جاملوں اور اللہ کی قسم! مجھے تو پہلے سے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے تھے کہ ”مَیں ابو بکر اور عمر گئے۔ مَیں ابو بکر اور عمر داخل ہوئے۔ مَیں ابو بکر اور عمر باہر آئے“۔

☆حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆

مخزن حیاء اعبد اہل صفاء نرم گو اور حلیم طبع ابو عمرو حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آفتاب رسالت کے سائے تلے آئے تو "غنی" اور "ذوالنورین" کہلائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قابل تقلید زندگی کے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

☆اوّل المہاجرین

وادی مکہ میں سید ولد آدم ﷺ اور آپ کے اصحاب پر مظالم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے، اور انتہا کی ایذائیں دی جارہی تھیں۔ ان حالات میں آپ ﷺ نے 5 نبوی میں صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم حبشہ کی سرزمین کی طرف نکلو تو وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی کی سرزمین ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس آزمائش سے فراخی عطا فرمادے گا جس میں تم لوگ ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم پر لبیک کہا اور ہجرت کے لئے تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے اہل کو بھی ساتھ لے کر جاؤ۔ چنانچہ حضرت عثمان اپنی اہلیہ جگر گوشہ رسول ﷺ کے ہمراہ دین کی خاطر ہجرت کر گئے، اور اپنے آقا کی کامل اطاعت کا نمونہ دکھایا۔

حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عَفَّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارضِ حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ رقیہ کو بھی ہمراہ لے جاؤ۔ میرا خیال ہے کہ تم میں سے ایک اپنے ساتھی کا حوصلہ بڑھاتا رہے گا۔ یعنی دونوں ہوں گے تو ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتے رہو گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں کی خبر لاؤ کہ چلے گئے ہیں؟ کہاں تک پہنچے ہیں؟ حضرت اسماء جب واپس آئیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت عثمانؓ ایک خچر پر پالان ڈال کر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس پر بٹھا کر سمندر کی طرف نکل گئے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو بکر! حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد یہ دونوں ہجرت کرنے والوں میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔ (مستدرک جزء4 صفحہ 414 کتاب معرفۃ الصحابہ باب ذکر رقیہ بنت رسول اللہ حدیث 6999 دارالفکر بیروت 2002ء)

☆عیال کی خبر گیری

ایک ایسے وقت میں جب مسلمان جہاد فی سبیل اللہ کی بھرپور تیاریوں میں مصروف تھے اور ایک دوسرے پر سبقت لے

جانے کی کوشش میں لگے تھے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت وایثار کا بے مثل نمونہ دیکھنے کو ملاجب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو غزوہ بدر میں شرکت کی بجائے اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول ﷺ کی تیمار داری کرنے کا ارشاد فرمایا، آپ نے بصد نیاز اس حکم کو قبول کیا۔ اور اپنی اہلیہ کی دیکھ بھال میں مصروف رہے، مگر وہ جانبر نہ ہو سکیں اور جس روز مسلمانوں کی فتح کی خبر مدینہ پہنچی اُسی روز حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے جذبہ اطاعت کی قدردانی فرمائی، اور لڑائی میں حصہ لینے والے صحابہ کی مانند مال غنیمت میں ان کا حصہ مقرر فرمایا۔ (اُسد الغابہ حصہ ششم، صفحہ 517۔ مصنفہ عزالدین بن الاثیر ابوالحسن علی بن محمد الجزری، اردو ترجمہ محمد عبدالشکور۔ المیزان پبلشر لاہور)

☆سردار دوجہاں کی خوشنودی

سردار دوجہاں ﷺ کا یہ ارشاد پاک جسے امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے واضح کرتا ہے کہ کس طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دل و جان سے ہر حکم کی اطاعت کر کے اپنے آقا و مولا کی خوشنودی حاصل کرنے والے وجود بنے۔ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ، وَقَالَ: "مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ"۔ (صحيح البخاري۔ كِتَاب فَضَائِلِ الصحابة۔ بَابُ مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص بئر رومہ (ایک کنواں) کو خرید کر سب کے لیے عام کر دے۔ اس کے لیے جنت ہے۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر عام کر دیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ (غزوہ تبوک کے لشکر) کو سامان سے لیس کرے اس کے لیے جنت ہے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا تھا۔

☆سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کا دلفریب نظارہ

ترمذی کی یہ روایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کا انتہائی دلفریب منظر ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ خَبَّابٍ، قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ, فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا, وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيَّ ثَلَاثُ مِائَةِ بَعِيرٍ بِأَحْلَاسِهَا, وَأَقْتَابِهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ: "مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ

هَذِهِ"۔ (سنن ترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضى الله عنه۔ حدیث نمبر: 3700)

حضرت عبد الرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ جیش عسرہ (غزوہ تبوک) کے سامان کی لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے، تو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اللہ کی راہ میں سو اونٹ مع ساز و سامان دینے کا وعدہ کرتا ہوں، آپ ﷺ نے پھر اس کی تحریک فرمائی، تو عثمان پھر کھڑے ہوئے اور بولے: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اللہ کی راہ میں دو سو اونٹ مع ساز و سامان کے پیش کرتا ہوں، آپ ﷺ نے تیسری بار پھر اسی کی ترغیب دی تو عثمان پھر کھڑے ہوئے اور بولے: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ذمہ اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ ہیں مع ساز و سامان کے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ منبر سے یہ کہتے ہوئے اتر رہے تھے کہ: "اب عثمان پر کوئی مواخذہ نہیں جو بھی کریں، اب عثمان پر کوئی مواخذہ نہیں جو بھی کریں"۔

☆ بیعت رضوان، ایک مقدس سودا

صلح حدیبیہ سے قبل سفیر رسول ﷺ کو روسائے مکہ کی طرف سے تنہا طواف بیت اللہ کی جو پیش کش کی گئی اور جواب میں حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جملہ ارشاد فرمایا وہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کی محبت، عقیدت، احترام اور اطاعت کا شاہکار نمونہ ہے۔ اور بیعت رضوان کے موقعہ محمد عربی ﷺ کا اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دینا دوطرفہ محبت کا انتہائی نادر نمونہ۔ امام آخر الزمان کے جگر گوشہ نے ان واقعات کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے: "حدیبیہ کے مقام پر آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ وہ مکہ جائیں اور قریش کو مسلمانوں کے پُر امن ارادوں اور عمرہ کی نیت سے آگاہ کریں۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ میں گئے اور ابوسفیان سے مل کر جو اس زمانہ میں مکہ کا رئیس اعظم تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قریبی عزیز بھی تھا اہلِ مکہ کے ایک عام مجمع میں پیش ہوئے۔ اس مجمع میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی تحریر پیش کی جو مختلف رؤسائے قریش نے فرداً فرداً بھی ملاحظہ کی مگر باوجود اس کے سب لوگ اپنی اس ضد پر قائم رہے کہ بہر حال مسلمان اس سال مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زور دینے پر قریش نے کہا کہ اگر تمہیں زیادہ شوق ہے تو ہم تم کو ذاتی طور پر طواف بیت اللہ کا موقع دے دیتے ہیں مگر اس سے زیادہ نہیں۔ **حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو مکہ سے باہر روکے جائیں اور میں طواف کروں!** مگر قریش نے کسی طرح نہ مانا اور بالآخر

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مایوس ہو کر واپس آنے کی تیاری کرنے لگے۔ اس موقع پر مکہ کے شریر لوگوں کو شرارت سوجھی اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو مکہ میں روک لیا۔ اور یہ افواہ مشہور ہوئی کہ اہلِ مکّہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔ جب یہ خبر پہنچی تو آنحضرت ﷺ کو بھی شدید غصہ اور صدمہ تھا۔ کیونکہ عثمان آنحضرت ﷺ کے داماد اور معزز ترین صحابہ میں سے تھے اور مکہ میں بطور اسلامی سفیر کے گئے تھے اور یہ دن بھی اَشْہرِ حُرُم کے تھے، یعنی حرمت والا مہینہ تھا اور پھر مکہ خود حرم کا علاقہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فوراً تمام مسلمانوں میں اعلان کر کے انہیں ایک ببول یعنی کیکر کے درخت کے نیچے جمع کیا اور جب صحابہ جمع ہو گئے تو اس خبر کا ذکر کر کے فرمایا کہ اگر یہ اطلاع درست ہے تو خدا کی قسم! ہم اس جگہ سے اس وقت تک نہیں ٹلیں گے کہ عثمان کا بدلہ نہ لے لیں۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: آؤ اور میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر جو اسلام میں بیعت کا طریقہ ہے یہ عہد کرو کہ تم میں سے کوئی شخص پیٹھ نہیں دکھائے گا اور اپنی جان پر کھیل جائے گا مگر کسی حال میں اپنی جگہ نہیں چھوڑے گا۔ اس اعلان پر صحابہؓ بیعت کے لیے اس طرح لپکے کہ ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے اور ان چودہ پندرہ سو مسلمانوں کا کہ یہی اس وقت اسلام کی جمع پونجی تھی، کُل مسلمان تھے، ایک ایک فرد اپنے محبوب آقا کے ہاتھ پر گویا دوسری دفعہ بک گیا۔ جب بیعت ہو رہی تھی تو آنحضرت ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے کیونکہ اگر وہ یہاں ہوتا تو اس مقدس سودے میں کسی سے پیچھے نہ رہتا لیکن اس وقت وہ خدا اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہے۔ اس طرح یہ بجلی کا سا منظر اپنے اختتام کو پہنچا۔ جب قریش کو اس بیعت کی اطلاع پہنچی تو وہ خوف زدہ ہو گئے اور نہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو آزاد کر دیا بلکہ اپنے ایلچیوں کو بھی ہدایت دی کہ اب جس طرح بھی ہو مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر لیں۔

(سیرت خاتم النّبیّین ﷺ، از حضرت مرزا بشیر احمد۔ صفحہ 761، 762۔ ایڈیشن 2004ء۔ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

☆ خلیفہ وقت کا ادب

اطاعت و ادب کی ایک اور انتہائی قابل تقلید مثال اس روایت میں نظر آتی ہے۔ عَنْ أَبُو هُرَيْرَةَ ، قَالَ: بَيْنَمَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذْ دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَعَرَّضَ بِهِ عُمَرُ، فَقَالَ: مَا بَالُ رِجَالٍ يَتَأَخَّرُونَ بَعْدَ النِّدَاءِ، فَقَالَ عُثْمَانُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا زِدْتُ حِينَ سَمِعْتُ النِّدَاءَ أَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ أَقْبَلْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: وَالْوُضُوءَ أَيْضًا أَلَمْ تَسْمَعُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ"؟.

(صحیح مسلم ، كِتَاب الْجُمُعَةِ، 1ق. باب۔حدیث 1956)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے متعلق اشارۃً فرمایا۔لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اذان کے بعد بھی دیر سے آتے ہیں؟ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! میں تو اذان سنتے ہی وضو کر کے چلا آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا صرف وضو؟۔کیا آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح ادب سے ”امیر المومنین“ کے لقب سے مخاطب کرتے ہیں، اور عمر فارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح حکم رسول ﷺ کی اطاعت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

☆انتشار پھیلانے والوں کو تنبیہ

حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب بعض لوگوں نے انتشار پھیلانے کی کوشش کی اور حضرت عبد الرحمن بن اسود نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کوفہ کے گورنر کی شکایت کی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”امابعد: بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ حق کے ساتھ بھیجا اور میں اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرنے والوں میں بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ جس دعوت کو لے کر بھیجے گئے تھے میں اس پر پورے طور سے ایمان لایا اور جیسا کہ تم نے کہا دو ہجرتیں بھی کیں۔ میں نبی کریم ﷺ کی صحبت میں بھی رہا ہوں اور آپ ﷺ سے بیعت بھی کی ہے۔ پس اللہ کی قسم میں نے کبھی آپ ﷺ کے حکم سے سرتابی نہیں کی۔ اور نہ آپ ﷺ کے ساتھ کبھی کوئی دھوکا کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی میرا یہی معاملہ رہا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ رہا تو کیا جب کہ مجھے ان کا جانشیں بنا دیا گیا ہے تو مجھے وہ حقوق حاصل نہیں ہوں گے جو انہیں تھے؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر ان باتوں کے لیے کیا جواز رہ جاتا ہے جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی رہتی ہیں۔ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ، قَالَا: "مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِأَخِيهِ الْوَلِيدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيهِ فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حَتَّى خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيحَةٌ لَكَ، قَالَ: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ، قَالَ :مَعْمَرٌ أُرَاهُ، قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ إِذْ جَاءَ رَسُولُ عُثْمَانَ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: مَا نَصِيحَتُكَ، فَقُلْتُ: " إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ ,

وَكُنْتَ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي شَأْنِ الْوَلِيدِ"، قَالَ: أَدْرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: لَا وَلَكِنْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا، قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ, فَكُنْتُ مِمَّنْ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا، قُلْتَ: وَصَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ, ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ مِثْلُهُ ثُمَّ عُمَرُ مِثْلُهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ أَفَلَيْسَ لِي مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِي لَهُمْ، قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَمَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تَبْلُغُنِي عَنْكُمْ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيدِ فَسَنَأْخُذُ فِيهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِدَهُ فَجَلَدَهُ ثَمَانِينَ."

(صحيح البخاري كِتَاب فَضَائِلِ الصحابة۔ بَاب مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِي عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ حدیث نمبر: 3696)

☆سُنّت رسول کی اطاعت عقیدت وادب

درج ذیل روایات حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسول خدا ﷺ سے دائمی عقیدت، محبت اور اطاعت کا بہترین نمونہ اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہیں۔ عَنْ عَطَاءَ بْنَ يَزِيدَ، أَنَّ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ."۔

(صحيح البخاري، كِتَاب الْوُضُوءِ، بَاب الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا۔ حدیث نمبر: 159)

حضرت عطاء بن یزید بیان کرتے ہیں کہ انہیں حمران جو کہ حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام تھے نے خبر دی کہ انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے (حمران سے) پانی کا برتن مانگا۔ اور اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر انہیں دھویا۔ اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا۔ اور کلی کی اور ناک صاف کی، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر ٹخنوں تک تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے، پھر دو رکعت پڑھے، جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے۔ تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ :أَنَّهُ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَظَهْرِ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ :أَلَا تَسْأَلُونِي عَمَّا أَضْحَكَنِي؟ فَقَالُوا :مِمَّ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِمَاءٍ قَرِيبًا مِنْ هَذِهِ الْبُقْعَةِ، فَتَوَضَّأَ كَمَا تَوَضَّأْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقَالَ " :أَلَا تَسْأَلُونِي مَا أَضْحَكَنِي؟ "فَقَالُوا: مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَقَالَ " :إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا دَعَا بِوَضُوءٍ فَغَسَلَ وَجْهَهُ، حَطَّ اللهُ عَنْهُ كُلَّ خَطِيئَةٍ أَصَابَهَا بِوَجْهِهِ، فَإِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ كَانَ كَذَلِكَ، وَإِنْ مَسَحَ بِرَأْسِهِ كَانَ كَذَلِكَ، وَإِذَا طَهَّرَ قَدَمَيْهِ كَانَ كَذَلِكَ"

(مسند احمد بن حنبل مسند عثمان بن عفان، حدیث نمبر 415، عالم الکتب بیروت 1998ء)

حُمران بن اَبان کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان بن عفانؓ نے وضو کے لیے پانی منگوایا۔ کُلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور تین مرتبہ چہرہ دھویا اور بازوؤں کو تین تین مرتبہ دھویا اور سر پر اور دونوں پاؤں کے اوپر والے حصہ پر مسح فرمایا۔ پھر آپؓ ہنس پڑے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ کیا تم مجھ سے ہنسنے کی وجہ نہیں پوچھو گے؟ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! آپؓ کیوں ہنسے تھے؟ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ نے اسی جگہ کے قریب پانی منگوایا۔ پھر آپؐ نے اسی طرح وضو کیا جیسا کہ میں نے وضو کیا ہے۔ پھر آپؐ ہنس دیے۔ پھر آپؐ نے آنحضرت ﷺ صحابہ سے فرمایا کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں کس وجہ سے ہنسا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ کس وجہ سے ہنسے ہیں! آپؐ نے فرمایا انسان جب وضو کا پانی منگوائے اور اپنا چہرہ دھوئے تو اللہ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے جو چہرے سے ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے بازو دھوتا ہے تب بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تب بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور جب وہ اپنے پاؤں پاک کرتا ہے تب بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:"كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلَى بِئْرِ أَرِيسَ، قَالَ: فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهِ فَسَقَطَ"، قَالَ: فَاخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَزَحَ الْبِئْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ. (صحیح البخاری، کتاب اللباس، بَابُ هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ۔ حدیث 5879)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں رہی۔ آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ہاتھ میں رہی۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آیا تو آپ ایک بار اَرِیس نامی کنویں پر بیٹھے تھے کہ آپؓ نے وہ انگوٹھی نکالی اور اس سے کھیلنے لگے۔ اتنے میں وہ (کنویں میں) گر گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تین روز تک اسے تلاش کیا اور کنویں کا سارا پانی بھی باہر نکالا لیکن وہ انگوٹھی نہ مل سکی۔ اس انگوٹھی کے گم ہونے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ڈھونڈ کر لانے والے کے لیے مال کثیر دینے کا اعلان کیا اور اس انگوٹھی کے گم ہونے کا آپ کو بہت زیادہ غم ہوا۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس انگوٹھی کے ملنے سے مایوس ہو گئے تو آپؓ نے ویسی ہی چاندی کی ایک اَور انگوٹھی بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ بالکل ویسی ہی ایک انگوٹھی تیار کی گئی جس کا نقش بھی 'محمد رسول اللہ' تھا۔ وہ انگوٹھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات تک پہنے رکھی۔ آپؓ کی شہادت کے وقت وہ انگوٹھی کسی نامعلوم شخص نے لے لی۔

☆ آخر دم تک مجسم اطاعت

حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول ﷺ کو اس طرح حرزِ جان بنایا کہ موت کو سامنے کھڑا دیکھ کر بھی آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی اور اپنے آقا کے ارشادات کی تعمیل کرتے کرتے ملأ اعلیٰ کی طرف سفر کیا۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللَّهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا, فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ۔

(سنن ترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ۔ حدیث نمبر: 3705)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے عثمان! شاید اللہ تمہیں کوئی کرتا پہنائے اگر لوگ اسے اتارنا چاہیں تو تم اُسے ان کے لیے نہ اتارنا"۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوسَہلَہ بیان کرتے ہیں کہ یوم الدّار کو یعنی جس دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغیوں نے آپؓ کے گھر میں محصور کر کے شہید کر دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس دن میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا اے امیر المومنینؓ! ان مفسدین سے لڑیں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنینؓ! ان مفسدین سے لڑیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں لڑائی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک بات کا وعدہ کیا تھا۔ پس میں چاہتا ہوں کہ وہ پورا ہو۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد 3 صفحہ 483-484، عثمان بن عفان، دار الفکر بیروت، 2003ء)

حَدَّثَنِي أَبُو سَهْلَةَ، قَالَ: قَالَ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ: " إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ "۔ (سنن ترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ۔ حدیث نمبر: 3711)

حضرت ابو سہلہ کا بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے جس دن وہ گھر میں محصور تھے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا اور میں اس عہد پر صابر یعنی قائم ہوں۔

☆مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے تاثرات

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کچھ بتائیں۔ آپؓ نے فرمایا وہ تو ایسا شخص تھا جو ملأ اعلیٰ میں بھی ذوالنورین کہلاتا تھا۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جزء4 صفحہ 378، عثمان بن عفان، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2005ء)

ایک اور قول ان الفاظ میں تاریخ کا حصہ ہے: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور ان سب سے زیادہ رب کا تقویٰ اختیار کرنے والے تھے۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جزء4 صفحہ 378، عثمان بن عفان، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2005ء)

☆حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ☆

عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف کی نسل کا چشم وچراغ، ایک ہونہار اور ہوشیار بچہ، جامع فضائل ابو الحسن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد مناف ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صغر سنی میں آغوش رسالت میں آئے تو اسد اللہ اور مدینۃ العلم کہلائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ نے شاہ دوجہاں ﷺ کے زیر سایہ آپ کے گھر میں پرورش پائی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پاکیزہ زندگی کے چند قابل ستائش و قابل تقلید واقعات درج ذیل ہیں۔

☆ابتداء سے سعادت مند

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سعادت مندی اور اطاعت کا آغاز اس وقت سے ہوا جب آفتاب رسالت کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر میں آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو سوال کیا، اے محمد ﷺ! یہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا دین ہے جو اس نے اپنے لیے چن لیا ہے اور رسولوں کو اس کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پس میں تمہیں اللہ اور اس کی عبادت کی طرف اور لات اور عزیٰ کے انکار کی طرف بلاتا ہوں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ ایسی بات ہے جس کے بارے میں آج سے پہلے مَیں نے کبھی نہیں سنا۔ میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کر سکتا جب تک ابو طالب سے اس کا ذکر نہ کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ آپ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے یہ راز کھل جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے علی! اگر تم اسلام نہیں قبول کرتے تو اس بات کو پوشیدہ رکھو۔ پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رات گزاری پھر اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اسلام کو داخل کر دیا اور اگلی صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد ﷺ! رات کو آپ نے میرے سامنے کیا چیز پیش فرمائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور لات اور عزیٰ کا انکار کرو اور اللہ تعالیٰ کے شریکوں سے براءت کا اظہار کرو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا اور اسلام قبول کر لیا۔ حضرت علیؓ ابو طالب کے خوف سے پوشیدہ طور پر آپ ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اور انہوں نے اپنا اسلام مخفی رکھا۔

(اسد الغابۃ جلد 4 صفحہ 88،89 علی بن ابی طالب۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

☆میں آپؐ کا ساتھ دوں گا

پھر اطاعت رسول ﷺ کا نہایت عمدہ واقعہ درج ذیل ہے۔ عرشِ الٰہی سے جب ''وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ'' کا اِذن آیا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک دعوت کا انتظام کرو اور اس میں بنو عبد المطلب کو بلاؤ تا کہ اس ذریعہ سے ان تک پیغامِ حق پہنچایا جاوے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعوت کا انتظام کیا اور آپ ﷺ نے اپنے سب قریبی رشتہ داروں کو جو اس وقت کم و بیش چالیس نفوس تھے اس دعوت میں بلایا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو آپ ﷺ نے کچھ تقریر شروع کرنی چاہی مگر بد بخت ابو لہب نے کچھ ایسی بات کہہ دی جس سے سب لوگ منتشر ہو گئے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ یہ موقع تو جاتا رہا۔ اب پھر دعوت کا انتظام کرو۔ چنانچہ آپؐ کے رشتہ دار پھر جمع ہوئے اور آپؐ نے انہیں یوں مخاطب کیا کہ اے بنو عبد المطلب! دیکھو میں تمہاری طرف وہ بات لے کر آیا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اچھی بات کوئی شخص اپنے قبیلہ کی طرف نہیں لایا۔ میں تمہیں خدا کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم میری بات مانو تو تم دین و دنیا کی بہترین نعمتوں کے وارث بنو گے۔ اب بتاؤ اس کام میں میرا کون مددگار ہوگا؟ سب خاموش تھے اور ہر طرف مجلس میں ایک سناٹا تھا کہ یکلخت ایک طرف سے ایک تیرہ سال کا دبلا پتلا بچہ، جس کی آنکھوں سے پانی بہ رہا تھا اٹھا اور یوں گویا ہوا۔ گو میں سب میں کمزور ہوں اور سب میں چھوٹا ہوں مگر میں آپؐ کا ساتھ دوں گا۔ یہ حضرت علیؓ کی آواز تھی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ سنے تو اپنے رشتہ داروں کی طرف دیکھ کر فرمایا اگر تم جانو تو اس بچے کی بات سنو اور اسے مانو۔ حاضرین نے یہ نظارہ دیکھا تو بجائے عبرت حاصل کرنے کے سب کھل کھلا کر ہنس پڑے اور ابو لہب اپنے بڑے بھائی ابو طالب سے کہنے لگا۔ لو اب محمد تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اپنے بیٹے کی پیروی اختیار کرو۔ اور پھر یہ لوگ اسلام اور آنحضرت ﷺ کی کمزوری پر ہنسی اڑاتے ہوئے رخصت ہو گئے''۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 129،128۔ ایڈیشن 2004ء، نظارت نشر و اشاعت قادیان)

☆ہجرت رسول ﷺ

آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے وقت بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کامل اطاعت کا منظر پیش کیا، جب اہل مکہ نے باہم مشورہ کرکے رسول اکرم ﷺ کے گھر پر حملہ آور ہو کر آپ کو قید کرنے یا قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو وحی الٰہی سے آپ کو دشمنوں کے اس ارادے کی اطلاع ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی تو

آپ ﷺ نے ہجرت کی تیاری کی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ وہ آج کی رات آنحضرت ﷺ کے بستر پر لیٹیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وہی سرخ حَضرَمی چادر اوڑھ کر رات گزاری جس میں آپؐ سویا کرتے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1، صفحہ 176۔ ذکر خروج رسول اللہ ﷺ... دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

☆ ارشادِ رسول ﷺ کی دائمی اطاعت

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، "أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَقَالَ: أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ؟ تُسَبِّحِينَ اللَّهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدِينَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتُكَبِّرِينَ اللَّهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ"، ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ، فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ قِيلَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ، قَالَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّينَ.

(صحيح البخاري، كِتَاب النَّفَقَاتِ، بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ: حدیث نمبر: 5362)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور آپ سے ایک خادم مانگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہو۔ سوتے وقت تینتیس (33) مرتبہ "سبحان اللہ"، تینتیس (33) مرتبہ "الحمد اللہ" اور چونتیس (34) مرتبہ "اللہ اکبر" پڑھ لیا کرو۔ سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ان میں سے ایک کلمہ چونتیس بار کہہ لے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے ان کلموں کو کبھی نہیں چھوڑا۔ ان سے پوچھا گیا جنگ صفین کی راتوں میں بھی نہیں؟ کہا کہ صفین کی راتوں میں بھی نہیں۔

☆ خلافت عثمانی کی اطاعت

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کے حالات، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کا واقعہ بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس حدیث کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو صحابہ ان کو لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی طرف آئے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہاں دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ ام المؤمنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے، پھر جب لوگ تدفین سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت جن کے نام عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے بتائے تھے جمع ہوئی اور باہمی

مشورے سے فیصلہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہوا انہوں نے تنہائی میں ہر ایک سے اپنے فیصلے کے احترام کا وعدہ لے لیا تو فرمایا: اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ چنانچہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

(صحیح البخاری کِتَاب فَضَائِلِ الصحابة، بَابُ قِصَّةُ الْبَيْعَةِ، وَالاِتِّفَاقُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)

☆خلیفۃ الرسول کی اطاعت

خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تاریخ اسلام کا انتہائی دردناک واقعہ ہے۔ مگر ان ایام میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہ کا اخلاص اور اطاعت سے بھرپور کردار انتہائی نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود مزاحمت کی شدید خواہش کے خلیفۃ الرّسول کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتے نظر آتے ہیں۔ مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی اولاد خلیفہ وقت اور نظام خلافت کی حفاظت پر پوری تندہی کے ساتھ کمربستہ رہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان واقعات کو یوں بیان فرمایا ہے۔ جب بلوائیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور پانی تک اندر جانے سے روک دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک ہمسائے کے لڑکے کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امہات المومنین کی طرف بھیجا کہ ان لوگوں نے ہمارا پانی بھی بند کر دیا ہے۔ آپ لوگوں سے اگر کچھ ہو سکے تو کوشش کریں اور ہمیں پانی پہنچائیں۔ مَردوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور آپؓ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ تم لوگوں نے کیا رویہ اختیار کیا ہے۔ تمہارا عمل تو نہ مومنوں سے ملتا ہے نہ کافروں سے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں کھانے پینے کی چیزیں مت روکو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو فرمایا کہ روم اور فارس کے لوگ بھی قید کرتے ہیں تو کھانا کھلاتے ہیں اور پانی پلاتے ہیں اور اسلامی طریق کے موافق تو تمہارا یہ فعل کسی طرح بھی جائز نہیں کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کہ تم ان کو قید کر دینے اور قتل کر دینے کو جائز سمجھنے لگے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا اور انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ خواہ کچھ ہو جائے ہم اس شخص تک دانہ پانی نہ پہنچنے دیں گے۔ یہ وہ جواب تھا جو انہوں نے اس شخص کو دیا جسے وہ رسول کریم ﷺ کا وصی اور آپ ﷺ کا حقیقی جانشین قرار دیتے تھے۔ کیا اس جواب کے بعد کسی اَور شہادت کی بھی اس امر کے

ثابت کرنے کے لیے ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصی قرار دینے والا گروہ حق کی حمایت اور اہل بیت کی محبت کی خاطر اپنے گھروں سے نہیں نکلا تھا بلکہ یہ لوگ اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنے کے لیے آئے تھے۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتنہ کے کم کرنے میں سب سے زیادہ کوشاں تھے۔ خصوصاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس فتنہ کے ایام میں اپنے تمام کام چھوڑ کر اس کام میں لگ گئے تھے۔ چنانچہ ان واقعات کی رؤیت کے گواہوں میں سے ایک شخص عبد الرحمٰن نامی بیان کرتا ہے کہ ان ایام فتنہ میں مَیں نے دیکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام کام چھوڑ دیے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمنوں کا غضب ٹھنڈا کرنے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکالیف دور کرنے کی فکر میں ہی رات دن لگے رہتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پانی پہنچنے میں کچھ دیر ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے سپرد یہ کام تھا پر سخت ناراض ہوئے اور اس وقت تک آرام نہ کیا جب تک پانی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں پہنچ نہ گیا۔ دوسرا گروہ جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے علاوہ خود صحابہؓ میں سے بھی ایک جماعت شامل تھی۔ یہ لوگ رات اور دن حضرت عثمانؓ کے مکان کی حفاظت کرتے تھے اور آپؓ تک کسی دشمن کو پہنچنے نہ دیتے تھے۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں چاہتے تھے کہ آپؓ کی جان بچانے کی بے فائدہ کوشش میں صحابہ کی جانیں جاویں اور سب کو یہی نصیحت کرتے تھے کہ ان لوگوں سے تعارض نہ کرو اور چاہتے تھے کہ جہاں تک ہو سکے آئندہ فتنوں کو دور کرنے کے لیے وہ جماعت محفوظ رہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کی محبت کی خاطر ان کی جانوں کو ضائع ہونے سے بچا رہے ہیں اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑ دیں یہ ممکن نہیں تھا۔ اس مؤخر الذکر گروہ میں سب اکابر صحابہ شامل تھے۔ چنانچہ باوجود اس حکم کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لڑکوں نے اپنے اپنے والد کے حکم کے ماتحت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈیوڑھی پر ہی ڈیرہ جمائے رکھا اور اپنی تلواروں کو میانوں میں نہ داخل کیا۔

(اسلام میں اختلافات کا آغاز، مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ صفحہ 90 تا 112۔ ایڈیشن مارچ 2012ء)

☆ مقام علی

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: "أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ"، وَقَالَ عُمَرُ: "تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ." (صحیح البخاری کِتَاب فَضَائِلِ الصحابة۔ بَابُ مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ أَبِي الْحَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)

اور نبی کریم ﷺ نے علیؓ سے فرمایا تھا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور عمرؓ نے (علیؓ کے بارے میں) کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات تک ان سے راضی تھے۔

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، قَالَ: "قُلْتُ لِأَبِي أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، قَالَ: ثُمَّ خَشِيتُ أَنْ أَقُولَ: ثُمَّ مَنْ؟ فَيَقُولَ: عُثْمَانُ، فَقُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ يَا أَبَةِ، قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ"۔ (سنن ابی داؤد، کِتَاب السُّنَّةِ، باب فی التفضیل، حدیث نمبر 4629)

حضرت محمد بن حَنَفِیّہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ انہوں نے کہا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں نے پوچھا ان کے بعد کون؟ انہوں نے کہا پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر میں نے ڈرتے ہوئے پوچھا کہ پھر کون؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر میں نے کہا اے میرے باپ! ان کے بعد کیا آپؓ؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔

خدا تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ان قدسی نفوس پر، جنہوں نے بطحاء کی وادیوں سے نکلنے والے نور نبوت کی شعاؤں کو اپنے دامن میں سمیٹا۔ جنہوں نے خیر البشر ﷺ کے جمال جہاں آراء سے اپنی آنکھیں روشن کیں، اور صاحب خُلق عظیم کی صدق دل سے پیروی کی۔ اور پھر زُہد و اتقاء، دیانت و امانت، علم و عمل، صدق و عدالت، صبر و استقامت، شجاعت و شہامت، جانبازی و سرفروشی، استغناء و قناعت، خوش خُلقی و خدمت خلق اور اخلاص فی الدین کے ایسے نقوش صفحۂ تاریخ پر ثبت کئے کہ ان کی تابانی سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ اللہ کے یہ بندے بلاشبہ خاصانِ خدا تھے۔ ان کے نفس گرم سے آج تک فوز و سعادت کے چراغ روشن ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ۔